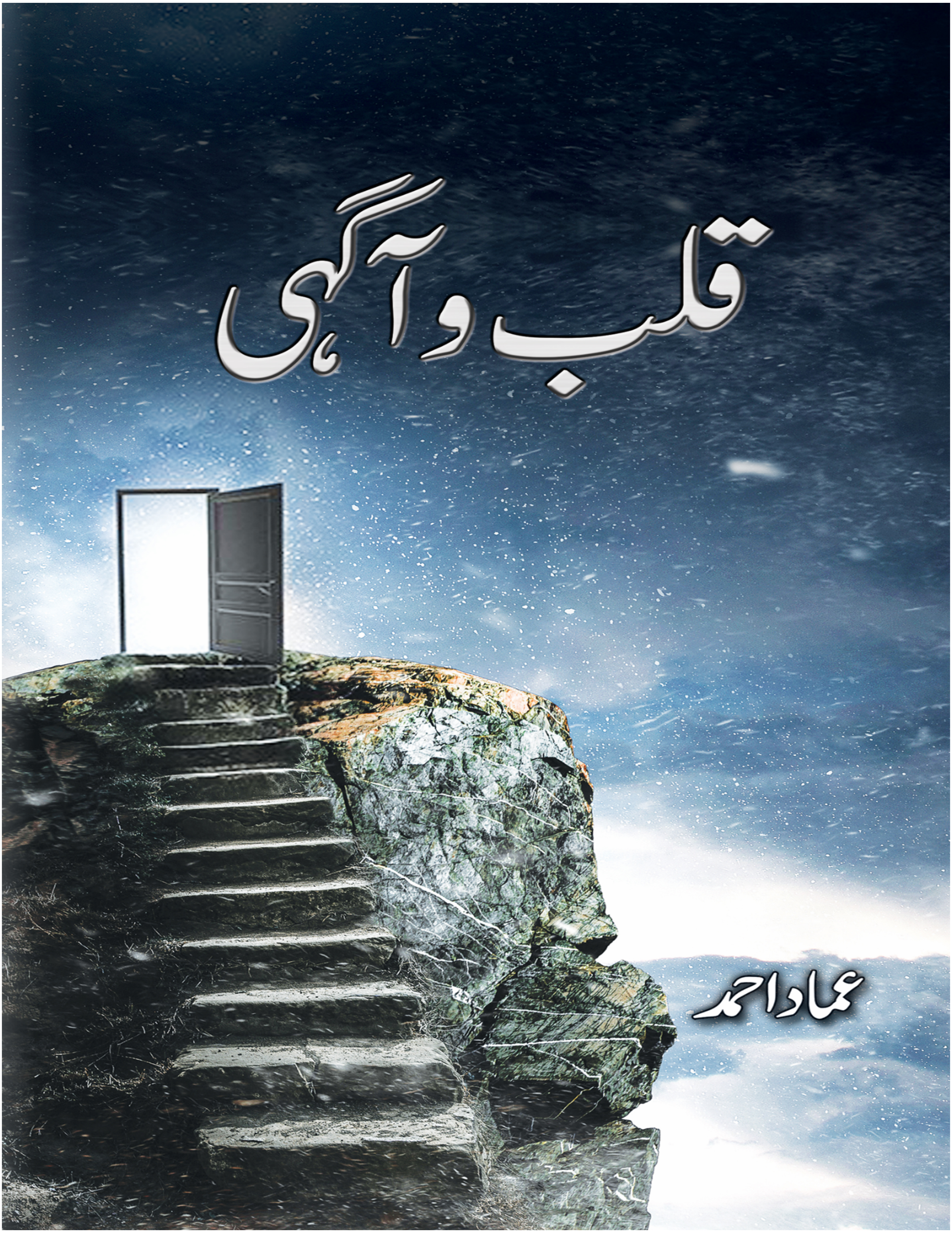
قلب و آگہی
عماد احمد

قلب و آگہی

https://emad-ahmad.com/

عماد احمد

جملہ حقوق بحقِ شاعر محفوظ ہیں

ستمبر 2020ء

ISBN number:۔978-969-23471-0-5

تعداد اشاعتِ اول:1000

تعداد اشاعتِ دوئم:500

https://emad-ahmad.com/

Phone:+923344313194

Email:qalboaagahi@gmail.com

www.emad-ahmad.com

Price: Rs. 700

Free PDF version of Qalb-o-Aagahi may be downloaded from the above mentioned website

غار اور لوح کے نام!

غار ۔۔ جو قیودِ زمان و مکان سے رہائی دیتا ہے

لوح ۔۔ جو قلوب کو آگہی دیتی ہے

https://emad-ahmad.com/

https://emad-ahmad.com/

ترتیب

☆ حرفِ آغاز

☆ عرضِ مکرر

۱۔ اللہ ھُو ۲۳

۲۔ شافعِ محشر ۲۶

۳۔ سات سال چپ سادھی، بات تب بنی جا کر ۳۱

۴۔ راز مضمر تھا فنائے جسم و جان و مال میں ۳۳

۵۔ نفسِ اَمارہ ستا تا ہی رہا ۳۵

۶۔ محبت چھوڑ دی میں نے تو دِل کامل نہیں ہوگا ۳۷

۷۔ کوانٹم لیپ Quantum Leap ۴۰

۸۔ وہ مجھ سے دور ہے لیکن مری خبر میں ہے ۴۲

۹۔ مرا غم جب ترے ہونٹوں کی زبانی نکلا ۴۴

۱۰۔ اداسی کا سفر ۴۷

۱۱۔ دل ویرانی میں کچھ ایسا مست ہوا ۵۱

۱۲۔ مرے سامنے کھڑی تھی، مجھے دیکھنے لگی تھی ۵۳

۱۳۔ دل شکستہ تھا تو آنسو بھی بہایا میں نے ۵۶

۱۴۔ خمار آنکھوں میں، چہرہ گلال ہوتا ہے ۵۸

https://ebadahmad.com/

۱۵۔ رات گہری ہے تو رولو کوئی دیکھے گا نہیں ۶۰
۱۶۔ آگ میں ہاتھ ۶۲
۱۷۔ پورا سچ جب سامنے آموجود ہوا ۶۷
۱۸۔ پھلبہری ۶۹
۱۹۔ کئی حوالوں سے نام والا، بہت سے لوگوں میں معتبر ہوں ۷۲
۲۰۔ ضبطِ غم کیسی اسیری ہے، یہ اہلِ دل سے پوچھ! ۷۴
۲۱۔ آنکھ سے آنسو کا بہہ جانا تو اچھی بات ہے ۷۷
۲۲۔ زاویہ نظر ۷۹
۲۳۔ تزکِ ماضی ۸۱
۲۴۔ قلب جب نور سے ملنے کا مکاں سمجھا ہے ۸۴
۲۵۔ معجزے کا کوئی دعویٰ نہیں کرنے والا ۸۶
۲۶۔ ہر دور کی زلیخاؤں کے نام ۸۹
۲۷۔ اب جو رسوائی کے میلے میں بُلائے ہوئے ہیں ۹۲
۲۸۔ رات اور ذات ۹۵
۲۹۔ سنا سکتا تھا اَن ہونی خبر، میں چپ رہا پھر بھی ۹۸
۳۰۔ خدارا! اسمِ اعظم بول دو ناں ۱۰۰
۳۱۔ یہ میرا دل جو تنہا ہو رہا ہے ۱۰۲

https://emadahmad.com/

۳۲۔	ہزاروں خواہشیں تھیں، خواب تھے، افسوس تھے، غم تھے	۱۰۵
۳۳۔	ایک طوفان سا گزر گیا ہے	۱۰۷
۳۴۔	دل کو کچھ سمجھا کے دیکھو	۱۱۰
۳۵۔	خود اپنی ذات میں محمول ہونا چاہتا ہوں	۱۱۳
۳۶۔	کس و نا کس سے جب طعنہ پڑے گا	۱۱۴
۳۷۔	درد کو رات کے حوالے کر	۱۱۶
۳۸۔	مجھے گریز نہ تجھ سے نہ تیرے درد سے ہے	۱۲۰
۳۹۔	نفس کے وار کس قدر ہیں بتا!	۱۲۲
۴۰۔	برسوں کی دھول	۱۲۴
۴۱۔	رابطہ قلب وآ گہی سے ہوا	۱۲۷
۴۲۔	اپنے اندر سنور گیا اک شخص	۱۲۹
۴۳۔	راستہ لمبا بھی ہو سکتا ہے اور دشوار بھی	۱۳۲
۴۴۔	جنون	۱۳۴
۴۵۔	خامشی بولتی رہی اُس شب	۱۳۷
۴۶۔	تم مجھے سارے زمانے سے ڈراتے رہنا	۱۳۹
۴۷۔	یقین ٹوٹ رہا ہے ابھی ذرا ٹھہرو	۱۴۱
۴۸۔	نفسِ لوّامہ	۱۴۲

https://emadahmad.com/

۴۹۔ میں وہ غم اب بھول جانا چاہتا ہوں ۱۴۵

۵۰۔ تو اس کا ساتھ چھٹنے لگ گیا تھا ۱۴۷

۵۱۔ توضیحِ غم سے سمجھانی رہتی ہے ۱۴۹

۵۲۔ دل اور قلب ۱۵۱

۵۳۔ میرے اندر کوئی اور ہے جو مجھے چین سے بیٹھنے بھی نہیں دے رہا ۱۵۴

۵۴۔ درد کی تحریف کرنا چاہتے ہو ۱۵۶

۵۵۔ نسل در نسل دائروں کا ظہور ان کے اصلی مقام پر رکھا ۱۵۷

۵۶۔ شبیہِ غم ۱۵۹

۵۷۔ غم اگر سنگِ میل ہے تو ہے ۱۶۱

۵۸۔ قطعہ: روشنی کو روشنی کہہ دیجئے ۱۶۲

۵۹۔ قطعہ: جس کا انگ انگ میرے واسطے دروازہ تھا ۱۶۳

۶۰۔ کسی لطف وکرم پر اب ذرا مائل نہیں ہے وہ ۱۶۴

۶۱۔ مری نیکی کا مقصد میرا سر ہے ۱۶۶

۶۲۔ غم کا دیا ۱۶۸

۶۳۔ دل رہے پُر فقط عداوت سے ۱۷۰

۶۴۔ حریمِ غم سے باہر آ گیا ہوں ۱۷۲

https://emadahmad.com/

۶۵۔	حوالے دل کے اتنے عام ہو جاتے تو کیا غم تھا	۱۷۴
۶۶۔	گفتگو میں ذکرِ ماضی آ گیا	۱۷۶
۶۷۔	منہ سے گرچہ نہیں بتا سکتا	۱۷۸
۶۸۔	خود کو سمجھ رہے ہو تو گفتار کم کرو	۱۸۰
۶۹۔	غموں کا یہ نتیجہ ہو گیا ہے	۱۸۲
۷۰۔	خود اپنے ہاتھ سے تحریر ہونا چاہتا تھا	۱۸۴
۷۱۔	ابھی اندر ہی اندر چل رہی تھی	۱۸۵
۷۲۔	بہت دلگیر مشکل تھی	۱۸۷
۷۳۔	بازگشت	۱۸۹
۷۴۔	مرے بچپن میں ہی تنہائی کیسے عود آئی تھی	۱۹۲
۷۵۔	چار بندے ساتھ ہو جانے سے سچے ہو گئے	۱۹۴
۷۶۔	ہر مشکل میں ہنس دینا بھی خیر ضروری چیز نہیں	۱۹۵
۷۷۔	عزازیل	۱۹۶
۷۸۔	کہانی کیوں سنانا چاہتے ہو؟	۲۰۳
۷۹۔	شدتِ غم کو فسانہ نہ بناؤ، چھوڑو	۲۰۵
۸۰۔	سننے والوں کا انتظار	۲۰۶
۸۱۔	نہ کٹاؤ ہے، نہ بہاؤ ہے	۲۰۹

https://emadahmad.com/

۸۲۔	کچھ اس طرح ہے کہ اب سے پہلے مری بھی خوشیوں سے دوستی تھی	۲۱۱
۸۳۔	وہ میرے ساتھ دنیا جی رہا تھا	۲۱۳
۸۴۔	میرے فاتح کو تشنگی کیوں ہے؟	۲۱۶
۸۵۔	حاسد، کنواں، تہمت، زنداں یہ سارے تو رستے ہیں	۲۲۱
۸۶۔	سخت بات	۲۲۳
۸۷۔	سانس لیتی سحر میں دیکھا ہے	۲۲۶
۸۸۔	تشکیلِ ذات	۲۲۸
۸۹۔	مری تکلیف سے اُس کو علاقہ بھی نہیں ہوتا	۲۳۱
۹۰۔	غمِ ہستی گوارا ہو رہا ہے	۲۳۳
۹۱۔	ہم تو سمجھے ہو گئے روشن ہمارے بخت، دوست	۲۳۵
۹۲۔	نفس پرستی لے جاتی ہے دور خدا سے بندے کو	۲۳۸
۹۳۔	قلب کچھ تو عذاب سے سیکھا	۲۴۰
۹۴۔	ٹھہراؤ!	۲۴۲
۹۵۔	کبھی مغلوب ہو جاتا ہے دل جب غم کی شدت سے	۲۴۵
۹۶۔	اپنے ماتھے پہ بھی کچھ وقت کے دھارے نکلے	۲۴۷
۹۷۔	گمان وظن سے ذرا اب جدا کیا جائے	۲۴۹

https://emadahmad.com/

۹۸۔	قطعہ: جب کبھی خود کو تار تار کیا	۲۵۱
۹۹۔	کسی نے ذات کے منظر میں خود کو دیکھ لیا	۲۵۲
۱۰۰۔	میں اسے بدل رہا تھا وہ مجھے بدل رہی تھی	۲۵۴
۱۰۱۔	خود انحصاری	۲۵۶
۱۰۲۔	عرض کرتے ہیں تو فرماتے ہیں	۲۵۹
۱۰۳۔	آپ مجھ کو چھوڑ کر میرے حوالے کیجئے	۲۶۱
۱۰۴۔	سفر نصیب میں ہوتا تو ہم بہک جاتے	۲۶۳
۱۰۵۔	کھو بھی سکتا ہوں اشاروں میں بتایا ہے بہت	۲۶۵
۱۰۶۔	مرا دل غم کا جادہ کس لیے ہے	۲۶۷
۱۰۷۔	ایک چہرہ ہے مگر یاد میں دھندلا رہا ہے	۲۶۹
۱۰۸۔	رموزِ نفس کا آساں تریں بلاغ ہوں میں	۲۷۱
۱۰۹۔	مری ہستی سے محبت وہ جتا بیٹھا تھا	۲۷۳
۱۱۰۔	قطعہ: دل اداسی کا اک سمندر ہے	۲۷۵
۱۱۱۔	ایک میں قلب کی سختی سے بہت ڈرتا ہوں	۲۷۶
۱۱۲۔	ترتیلِ غم	۲۷۸
۱۱۳۔	جب کبھی ہم نے اُس کو پاس کیا	۲۸۰
۱۱۴۔	نقطہ	۲۸۲

https://emadc-ahmadc.com/

۱۱۵۔	افسردگی تو عمر کا اک سنگِ میل تھی	۲۸۶
۱۱۶۔	طریقتِ اہلِ وفا	۲۸۸
۱۱۷۔	اپنا اندر ہی مار چلتے ہیں	۲۹۱
۱۱۸۔	مدین	۲۹۳

https://emad-ahmad.com/

حرفِ آغاز

یہ کتاب میری تخلیقی زندگی کے سات خشک سالی کے برسوں اور ایک رس نچوڑنے کے سال کا نتیجہ ہے۔ عمر کے پہلے اکتیس سالوں میں جو کچھ میں نے تحریر کیا، وہ میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ بیشتر دانستہ اور کچھ نادانستہ۔ اس کے بعد آنے والے سات برسوں میں میں نے ایک مصرع بھی نہ کہا۔ اس ہفت سالہ زندگی کا احوال ایک تفصیلی ذکر کا محتاج ہے سو اس تذکرے کو کبھی اور کے لیے اُٹھاتے ہوئے یہاں صرف اتنا ہی کہنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ قلب شاید کیفیتِ اظہار سے زیادہ کیفیتِ جذب میں تھا۔ سو اگرچہ میری زبان اس مدت میں کوئی نمو ظاہر نہ کر سکی مگر میرے اندر کی تشکیل میں ان کا نمایاں کردار ہے۔ بس اندر کا ایک سفر تھا جو شروع ہوا اور پھیلتا چلا گیا۔

میں نہیں جانتا تھا کہ عَسَىٰ رَبِّيٓ أَن يَهْدِيَنِي سَوَآءَ السَّبِيلِ سے شروع ہونے والا یہ سفر اتنا لمبا، پر پیچ اور حیران کن ہوگا مگر اپنی زندگی کے مدین کا رخ کرتے وقت کسے معلوم ہوتا ہے کہ کتنے ماہ و سال اور کتنے سنگِ میل آئیں گے چوٹی پہ آگ دیکھنے سے قبل؟ بلکہ کسے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چوٹی یا کوئی آگ ہے بھی؟ انسان تو بس اپنے اندر ایک آگ لیے ایک

موہوم اشارے کے پیچھے چل پڑتا ہے۔

اس سفر نے میری تعمیر بھی کی ہے، تشکیل بھی؛ مجھے توڑا بھی ہے اور جوڑا بھی۔ استعارہ نہیں بلکہ یہ حقیقت ہے کہ مجھے واقعی خود کو ریزہ ریزہ کرنے اور دوبارہ خود کو جوڑنے کے عمل سے بالتفصیل گزرنا پڑا ہے۔ وہ شخص جسے میں برسوں پیچھے چھوڑ آیا تھا، نہ تو مانوس لگتا ہے، نہ معلوم۔ یہ کچھ سال جگ شناسی سے چلے اور خود شناسی سے ہوتے ہوئے خدا شناسی کی اوّلین منزلوں تک لے گئے گویا سفر شروع ہو گیا کہ اب خدا شناسی کی آخری منزل تک تو نہ کوئی پہنچا ہے نہ پہنچے گا۔

جگ شناسی تو جو ہوئی سو ہوئی۔ اس کا تذکرہ یہاں محال بھی ہے اور غیر ضروری بھی۔ ہاں اس کا کچھ پرتو میری شاعری میں نظر آ جائے تو اور بات ہے۔ خدا شناسی جو ہوئی؛ وہ ایک سمندر ہے جو نثر کی کچھ کتب کی صورت میں میں تفصیلاً بیان کر پاؤں گا۔ اس کا موقع تو ہے کہ اس کا موقع تو ہمیشہ ہوتا ہے مگر ان مختصر صفحات میں میرا قلم اس جامع مضمون کا حق ادا کرنے سے قاصر ہے۔ ابھی بس اتنا کہہ سکتا ہوں کہ قلب نے کچھ گفت و شنید کی ہے جو بشرطِ زندگی اور بشرطِ اذنِ ربی کچھ اور صفحات پر بیان ہو گی۔

خود شناسی کی بات خیر ہو سکتی ہے کہ وہ برمحل بھی ہے اور قابلِ بیان

https://emed-ahmed.com/

بھی۔خود کو سمجھا تو جانا کہ میں بنیادی طور پر ایک تثلیث ہوں۔ مجھ میں تین انسان رہتے ہیں۔ پہلا شخص خالصتاً نظریاتی ہے۔میری زندگی کو بھی بحیثیت مجموعی وہی جی رہا ہے۔میری زندگی کے سارے فیصلے وہی کرتا ہے۔میرے اندر دوسرا مکین ایک عملی آدمی ہے۔اب چونکہ حکومت نظریاتی انسان کی ہے تو وہ اپنے عمل کا دائرہ ان نظریات کی حد میں رہتے ہوئے کھینچتا ہے مگر جتنی آزادی اسے حاصل ہے ؛ اس میں رہتے ہوئے وہ بھرپور کردار ادا کرتا ہے۔اس آدمی کو دنیا جانتی ہے اور معاشرہ تسلیم کرتا ہے۔جو مجھے دنیا داری کے حوالوں سے جانتا ہے انہی دو میں سے کسی ایک یا دونوں حوالوں سے جانتا ہے۔

ان دو مضبوط لوگوں کے بیچ میں میرے اندر ایک کمزور شخص بھی رہتا ہے۔یہ اپنے گھر میں بھی اجنبی ہے۔یہ شخص شاعر ہے؛خواب دیکھتا ہے؛ ہنستا اور روتا ہے؛مگر یہ تنہائی پسند ہے اور خاموش رہنا اسے اچھا لگتا ہے۔اس نے خاموشی سے میرے اندر کے باقی دونوں انسانوں کو ایک زندگی کی تشکیل کرتے دیکھا ہے۔یہ کتاب اسی خاموش شخص نے لکھی ہے۔تبھی اس کتاب میں نہ میرے نظریات نظر آئیں گے نہ میرا عملی ہونا۔اگر نظر آئیں گے تو وہ جذبے جو ایک مضبوط زندگی کی تشکیل کے نتیجے

https://tehmad-ahmad.com/

میں ایک کمزور انسان کے مقدر میں آتے ہیں یا یوں کہیے کہ یہ ایک بامقصد زندگی گزارنے کے عمل کے دوران اندر کے انسان پر گزرنے والے حوادث کا بیان ہے۔

اِس کتاب میں آپ کو کسی شاعر یا ادیب کا تحریر کردہ دیباچہ یا مقدمہ نظر نہیں آئے گا۔ اِس کی وجہ میں خود ہوں۔ میں محض کتاب کی تشہیر کی خاطر کسی ادیب سے کچھ الفاظ تحریر کروا کر زیبِ قرطاس کرنے کو مناسب نہیں سمجھتا۔ میرے لیے یہ ضروری تھا کہ کوئی ایسا شخص مقدمہ لکھتا جو اگر کتاب اور صاحبِ کتاب کی زندگی کے منظر اور پسِ منظر کا حصہ نہیں تو کم از کم اس سے کچھ نسبت ضرور رکھتا ہوتا۔ میں اپنی زندگی کے تینوں بنیادی رخوں ؛ تخلیقی، عملی اور نظریاتی میں ایسا کوئی شخص نہیں پاتا۔ ان تینوں ہی پہلوؤں میں نہ میرا کوئی استاد رہا ہے اور نہ ہی کوئی ہم سفر؛ ہاں گاہے بہ گاہے کچھ راہزنوں سے ضرور واسطہ پڑتا رہا ہے۔ ان تینوں پہلوؤں کی تشکیل تنہائی میں ہوئی ہے۔ انہوں نے بن باس گمنامی میں کاٹے ہیں اور اب جس سنگِ میل پر میں پہنچا ہوں محض اذنِ ربی سے پہنچا ہوں۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ میں نے خشک سالی کے ان برسوں سے قبل کہی جانے والی تمام شاعری سالہا سال پہلے ہی تلف کر دی تھی اور

https://emad-ahmed.com/

زندگی کے ان سالوں کی شاعری نہ تو اس کتاب میں ہے اور نہ ہی میرے پاس محفوظ ہے، ماسوائے اس ایک قطعے کے، جو تقریباً بیس برس پرانا ہے۔ یہ مجھے یاد تھا اور شاید اسی لیے یاد رہ گیا تھا کہ اقتباس کا حصہ بن جائے۔۔۔

آنکھوں سے کربِ ذات چھپایا نہیں گیا
عمرِ رواں کا بوجھ اُٹھایا نہیں گیا
پل پل کشید کر کے گزاری ہے زندگی
ہستی کا قرض پھر بھی چکایا نہیں گیا

والسلام

عماد احمد

۲۲ شوال، ۱۴۴۱ ہجری

بمطابق ۱۴ جون ۲۰۲۰ء

https://emad-ahmad.com/

عرضِ مکرر

قلب و آگہی کی اشاعتِ دوئم حاضرِ خدمت ہے۔اب سے محض تین ماہ قبل کتاب کی رونمائی کے وقت میرے گمان میں بھی نہیں تھا کہ اتنی کم مدت میں ۱۰۰۰ کتب اپنے قارئین تک رسائی حاصل کرلیں گی۔میرے لیے یہ امر باعثِ مسرت بھی ہے اور موجبِ تشکر بھی۔اس مختصر سے عرصہ میں بہت سے احباب نے مجھ سے رابطہ فرمانے کی کوشش کی۔کچھ سے بات ہو سکی اور کچھ کے پیغامات بالواسطہ ملتے رہے۔مجھے خوشی ہے کہ قارئین کی ایک بہت بڑی تعداد نے وہ سوالات اُٹھائے جو میرا متمعِ نظر تھے۔

کچھ سوالات تو تواتر سے پوچھے گئے مثلاً یہ کہ میں نے سات سال چپ کیوں سادھے رکھی؟ یا یہ کہ سات سالوں کا وہ سفر جو میرے اندر باہر ہے اس کا کیا ماجرا ہے؟ کچھ نے لکھا کہ یہ ظاہر ہے کہ میں نے اس کتاب میں جو کچھ بتایا ہے اس سے زیادہ چھپایا ہے۔کچھ احباب تو بات کی مکمل گہرائی تک پہنچ گئے اور مجھ سے کہف،لوح،نفس اور علمِ تاویل کے بارے میں پردہ کشائی کا تقاضا کیا۔

https://emad-ahmad.com/

میں بنیادی طور پر شعراء کے قبیل سے تعلق ہی نہیں رکھتا۔ میں کبھی اردو ادب یا کسی بھی زبان کے ادب کا طالبِ علم رہا ہی نہیں۔ میری تعلیم بھی اکاؤنٹنگ اور قانون کے میدانوں میں ہے۔ میں نے نہ کبھی مشاعرے پڑھے ہیں، نہ شعراء کی محافل میں اُٹھا بیٹھا ہوں اور میرا سرِ دست ایسا کوئی ارادہ بھی نہیں ہے۔ ہاں اللہ نے شعر کہنے کی ایک صلاحیت ودیعت کی ہوئی ہے، سو جب قلب کا پیالہ بھر گیا تو چھلک اُٹھا اور *قلب وآ گہی* تخلیق پذیر ہوئی۔

قارئین نے میری دلچسپیوں کے بارے میں جو سوالات اُٹھائے ہیں ان کا مکمل تذکرہ تو شائد نثر کی دو یا تین کتب میں ممکن ہو مگر یہاں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ میری بنیادی دلچسپی کے مضامین چار ہیں۔ ان میں پہلا تو نفسِ انسانی، اس کے ارتقا، تنزلی اور ترقی کو جیسے میں سمجھا ہوں، وہ ہے۔ کچھ لوگوں نے روحانیت کی بھی بات کی ہے مگر وہ اسی سفر کا ایک جزو ہے جسے اکیلے پڑھا تو جا سکتا ہے مگر جیا نفس کے سفر کے ساتھ ہی جاتا ہے۔ میری دوسری دلچسپی علمِ تاویل ہے۔ میں نے اپنی زندگی کا ایک بڑا عرصہ اسی دشت کی سیّاحی میں گزارا ہے۔ تیسرے طور پر مَیں علمِ آخرُ الزّماں میں نہ صرف یہ کہ دلچسپی رکھتا ہوں بلکہ اسکی عملی شکل پر بھی بہت کام کر چکا ہوں۔

اب عزلت نشینی کے بہت برسوں کے بعد میں اس بات کو مناسب نہیں سمجھتا

کہ یہ سارا سفر اپنے اندر ہی رکھوں اور اپنے ساتھ ہی لحد میں لے جاؤں ۔ یہاں سے میرا آخری شوق پھوٹتا ہے جو ٹریننگ اور ڈیولپمنٹ ہے۔اس کا مقصد انفرادی اور اجتماعی حیثیت میں قلوبِ انسانی کو حقیقت سے روشناس کرنا ہے۔ یہاں بس اتنی ہی تمہید کو کافی سمجھتا ہوں کہ اس سے قارئین یہ سمجھ پائیں گے کہ شاعری کی یہ کتاب ایک نظریاتی اور عملی انسان کی زندگی کا تعارف ہے اور اس میں دیدۂ بینا کو وہ سفر نظر آ سکتا ہے جو شاید کل کو اس کے بھی نصیب میں ہو۔

کتاب کی دوسری اشاعت میں ایک خوش آئند بات یہ ہے کہ اشاعتِ اوّل میں طباعت کی کچھ غلطیاں رہ گئی تھیں جن کی تصحیح کر دی گئی ہے۔ بہت احباب کو یہ بھی شکایت تھی کہ میں نے یہ تو بتا دیا کہ میری پہچان لوح و غار سے ہے مگر اپنا دنیاوی تعارف نہیں کروایا۔عمر کا بالواسطہ ذکر تو خیر کتاب کے دیباچے میں تھا مگر اب میں نے کتاب کے آخری صفحہ پر اپنا ایک سرسری تعارف بیان کر دیا ہے۔میرا تفصیلی تعارف میری ویب سائیٹ پر دیکھا جا سکتا ہے۔

https://emad-ahmad.com/

دعا ہے کہ یہ کتاب اندر کے بہت سے سفروں کے لیے معاون ثابت ہو۔
آمین

والسلام

عماد احمد

۲۲ محرم الحرام ۱۴۴۲ ہجری

بمطابق ۱۱ ستمبر ۲۰۲۰ء

https://emad-ahmad.com/

اللہ ھُو

جاں سنبھلی ہے
اللہ ھُو ، اللہ ھُو ، اللہ ھُو
رگ پھڑکی ہے
اللہ ھُو ، اللہ ھُو ، اللہ ھُو

سانس لیا ہے
اللہ ھُو ، اللہ ھُو ، اللہ ھُو
پھر نکلا ہے
اللہ ھُو ، اللہ ھُو ، اللہ ھُو

نبض چلی ہے
اللہ ھُو ، اللہ ھُو ، اللہ ھُو
شہ رگ بھی ہے
اللہ ھُو ، اللہ ھُو ، اللہ ھُو

https://emad-ahmad.com/

دل دھڑکا ہے
اللہ ھُو ،اللہ ھُو ،اللہ ھُو
قلب چلا ہے
اللہ ھُو ،اللہ ھُو ،اللہ ھُو

آنکھ رواں ہے
اللہ ھُو ،اللہ ھُو ،اللہ ھُو
نفس دھواں ہے
اللہ ھُو ،اللہ ھُو ،اللہ ھُو

جسم گرم ہے
اللہ ھُو ،اللہ ھُو ،اللہ ھُو
روح میں ضم ہے
اللہ ھُو ،اللہ ھُو ،اللہ ھُو

https://emad-ahmad.com/

نرم کھال ہے

اللہ ھُو ، اللہ ھُو ، اللہ ھُو

بال بال ہے

اللہ ھُو ، اللہ ھُو ، اللہ ھُو

زیست کی سرگم

اللہ ھُو ، اللہ ھُو ، اللہ ھُو

سب زیر و بم

اللہ ھُو ، اللہ ھُو ، اللہ ھُو

اندر باہر

اللہ ھُو ، اللہ ھُو ، اللہ ھُو

سارا منظر

اللہ ھُو ، اللہ ھُو ، اللہ ھُو

https://emad-ahmad.com/